2

اکیسویں صدی کے افسانے

(اثبات کے افسانوں کا انتخاب)

مرتب
اشعر نجمی

مجھے یاد ہے کہ میں ہر شمارے کے لیے اکثر فاروقی صاحب سے تقاضا کرتا تھا کہ مجھے اچھے افسانے نہیں مل رہے ہیں، مدد کیجیے۔ فاروقی صاحب کبھی ہنس کر تو کبھی جھنجھلا کر کہتے کہ 'بیٹا جب پروڈکشن ہی نہیں ہے تو ڈیمانڈ کیسے پوری کروں؟' انھوں نے میرے اس تقاضے کا ذکر اپنی کتاب 'ہمارے لیے منٹو صاحب' میں بھی کیا ہے۔ یہ مسئلہ اب پہلے سے زیادہ سنگین ہو گیا ہے۔ 'اثبات' کے ہر شمارے کو ترتیب دیتے ہوئے آج بھی افسانوں کا انتخاب مجھے ناکوں چنے چبوا دیا کرتا ہے۔ کئی بار سمجھوتے بھی کرنے پڑتے ہیں لیکن میرے سمجھوتے کا لیول بھی تھوڑا ناہموار ہے، چنانچہ اب جب کہ افسانوں کا یہ انتخاب (دو جلدیں) پیش کر رہا ہوں تو مجھے اسی طرح خوشی محسوس ہو رہی ہے جیسے ایک لمبی دوڑ ختم کرنے کے بعد کوئی Runner محسوس کرتا ہے۔ اس انتخاب میں سبھی یکساں معیار کے نہیں ہیں اور یوں بھی یکسانیت جیسی چیز سے میں پناہ مانگتا ہوں۔

اشعر نجمی

ESBAAT PUBLICATIONS
more than just books

ISBN: 9789391037390

9789391037390

₹ 700/-

اکیسویں صدی کے افسانے

(’اثبات‘ کے افسانوں کا انتخاب)

دوسری جلد

مرتب

اشعر نجمی

ESBAAT
PUBLICATIONS
more than just books

© Esbaat Publications

Ekkiswain Sadi Ke Afsane (vol.2)
by Ashar Najmi
Esbaat Publications, Thane, India
1st Edition : February 2023
Printer: Sangam Prints, Sakinaka, Mumbai
ISBN: 978-93-91037-39-0

اس کتاب کا کوئی بھی حصہ مصنف یا ناشر کی پیشگی اجازت کے بغیر کسی بھی وضع یا جلد میں کلّی یا جزوی، منتخب یا مکرر اشاعت یا بہ صورت فوٹو کاپی، ریکارڈنگ، الیکٹرانک، میکنیکل یا ویب سائٹ پر اَپ لوڈنگ کے لیے استعمال نہ کیا جائے۔ نیز اس کتاب پر کسی بھی قسم کے تنازعہ کو نمٹانے کا اختیار صرف ممبئی کی عدلیہ کو ہوگا۔

کتاب: اکیسویں صدی کے افسانے (دوسری جلد)

مرتب: اشعر نجمی

اشاعت اول : فروری ۲۰۲۳

سرورق: رشید احمد (پرنٹ میڈیا، مئو)

خطاط: منور کاتب

ESBAAT
PUBLICATIONS
more than just books

B-202, Universe Darshan, Pooja Nagar Road, Naya Nagar,
Mira Road (East), Dist. Thane - 401107, Maharashtra, India
Contact: +91 9372247833 Email: asharnajmi2020@gmail.com

فہرست

پیش لفظ	6	اشعر نجمی
جھنو کو چٹھی ملی	8	فہمیدہ ریاض
چند بے تکی کہانیاں	33	صدیق عالم
لال چیونٹیاں	97	صدیق عالم
دیا باتی کی بیلا	120	ذکیہ مشہدی
دریدا حرامدا	164	ژولیاں
میری شارلٹ	205	ژولیاں
پشپ گرام کا اتہاس	223	ابرار مجیب
گندی بوٹی کا گندہ شوربہ	235	محمد حمید شاہد
جذبۂ شہادت	248	شیر شاہ سید
ایک محبت کے بارے میں	258	انور سن رائے
درخت کی موت	262	انور سن رائے
چکی	264	ظفر سید
مفتی	280	جیم عباسی
بی فور دی ایور آفٹر	302	فارحہ ارشد

آر کی ٹائپل کڈھب کردار	310	فارحہ ارشد
درمیانی صنف کے سورما	314	سلام بن رزاق
کاتیائن بہنیں	324	مشرف عالم ذوقی
آوازیں اور سایہ	339	ناصر عباس نیر
بھول بھلیاں	346	خورشید اکرم
نکیل	354	فرخ ندیم
گریفٹی	366	عرفان احمد عرفی
ہماری کہانی کا ثانوی کردار	376	ابن آس محمد
بہشت کے دروازے پر	398	نورالہدیٰ شاہ
ارشد جان کیوں نہیں آتا	408	جان عالم
مدعا گم	411	عامر فراز
سراب	425	سفینہ بیگم
منٹو	430	ذوالفقار عادل
تشبیہ میں تقلیب کا بیانیہ	442	نورین علی حق
جھوٹا سچ	449	مبشر احمد میر
لاش نامہ	455	رویندر جوگلیکر
عذرا	465	حمزہ یعقوب
سانڈے کا تیل	469	ممتاز حسین
دردزہ	475	ممتاز حسین
رات کا آدھا ورق	480	دائم محمد انصاری
تین افسانچے	486	جاوید نہال حشمی

خالد جاوید

کے نام

پیش لفظ

2008 میں سہ ماہی 'اثبات' کا ممبئی میں شمس الرحمٰن فاروقی صاحب نے اجرا کیا تھا۔ اس وقت انھوں نے اپنی تقریر کے دوران مجھے دو 'گرو منتر' دیا تھا۔ پہلا یہ کہ مدیر کی زبان پر حرف انکار ہونا چاہیے اور دوسرا یہ کہ بڑے ناموں سے بالکل مرعوب نہیں ہونا چاہیے بلکہ تخلیقات کا انتخاب ان کی خوبیوں کی بنیاد پر ہونا چاہیے۔ فاروقی صاحب کے اس دیے گئے 'گرو منتر' کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان پندرہ برسوں میں میرے دوستوں کی تعداد کم ہوتی چلی گئی اور دشمنوں، حریفوں اور حاسدوں کی تعداد میں بتدریج اضافہ ہوتا چلا گیا۔ لیکن اس سے ایک فائدہ یہ ہوا کہ مجھ میں خود اعتمادی بھی اسی تناسب میں بڑھتی گئی، نتیجتاً اوسطیوں کی بھیڑ چھٹی اور ہندو پاک کے اچھا لکھنے والوں کا حلقہ 'اثبات' سے قریب تر ہوتا چلا گیا۔

مجھے یاد ہے کہ میں ہر شمارے کے لیے اکثر فاروقی صاحب سے تقاضا کرتا تھا کہ مجھے اچھے افسانے نہیں مل رہے ہیں، مدد کیجیے۔ فاروقی صاحب کبھی ہنس کر تو کبھی جھنجھلا کر کہتے کہ 'بیٹا جب پروڈکشن ہی نہیں ہے تو ڈیمانڈ کیسے پوری کروں؟' انھوں نے میرے اس تقاضے کا ذکر اپنی کتاب 'ہمارے لیے منٹو صاحب' میں بھی کیا ہے۔ یہ مسئلہ اب پہلے سے زیادہ سنگین ہو گیا ہے۔ 'اثبات' کے ہر شمارے کو ترتیب دیتے ہوئے آج بھی افسانوں کا انتخاب مجھے ناکوں چنے چبوا دیا کرتا ہے۔ کئی بار سمجھوتے بھی کرنے پڑتے ہیں لیکن میرے سمجھوتے کا لیول بھی تھوڑا ناہموار ہے، چنانچہ اب جب کہ افسانوں کا یہ انتخاب (دو جلدیں) پیش کر رہا ہوں تو مجھے اسی طرح خوشی محسوس ہو رہی ہے جیسے ایک لمبی دوڑ ختم کرنے کے بعد کوئی Runner محسوس کرتا ہے۔ اس انتخاب میں

سبھی یکساں معیار کے نہیں ہیں اور یوں بھی یکسانیت جیسی چیز سے میں پناہ مانگتا ہوں ۔ اس انتخاب میں بڑے ناموں کی بجائے ان افسانوں کو دیکھیے جو بڑے نہ سہی لیکن اوسط ہرگز ہرگز نہیں جو عموماً ہر جگہ نظر آ جاتے ہیں بلکہ اس انتخاب میں ایک دو ایسے افسانہ نگاروں کی تخلیقات بھی موجود ہیں جن کی پرورش 'اثبات' کے گہوارے میں ہی ہوئی، یہ الگ بات ہے کہ وہ اب ناخلف اولادوں کی طرح 'اثبات' اور اس کے مدیر کے خلاف مورچہ بندی کرنے میں مصروف ہیں۔ خیر، زیر نظر انتخاب میں شامل تمام افسانے پہلی بار 'اثبات' میں ہی شائع ہوئے، مثلاً 'قبض زماں' یا 'نیند کے خلاف ایک بیانیہ' وغیرہ۔ دوسری بات یہ کہ پاکستانی افسانہ نگاروں کے جو افسانے اس انتخاب میں شامل ہیں، وہ ہندوستان میں سب سے پہلے 'اثبات' میں ہی شائع ہوئے، اس کے بعد ہی انھیں بقیہ ہندوستانی رسائل نے میلاد کی شیرینی طرح آپس میں تقسیم کر لیے۔ ژولیاں کے منتخبہ افسانے بھی ہندوستان میں سب سے پہلے اثبات میں ہی شائع ہوئے تھے۔ اس انتخاب میں ڈائجسٹ کیے گئے افسانے اور تراجم بھی شامل نہیں کیے جا رہے ہیں۔

اکیسویں صدی کے ان افسانوں کی سب سے خاص بات یہ ہے کہ انھیں آپ کسی 'نظریے' کا پابند قرار نہیں دے سکتے، مثلاً فلاں جدید افسانہ، فلاں ترقی پسند اور فلاں مابعد جدید وغیرہ۔ نظریے سے مراد وہ تحریر ہے جس میں ادب سے براہ راست بحث نہ ہو، بلکہ ادب کے بارے میں جو تحریریں موجود ہیں، ان کے بارے میں گفتگو ہو۔ اور ادب کے بارے میں گفتگو ہو بھی تو وہ ان علومیوں (Disciplines) کے حوالے سے ہو جو بقول ایڈورڈ سعید 'ادب کے گرداگرد' موجود رہتے ہیں، مثلاً فلسفہ، نفسیات، سماجیات، تاریخ، وغیرہ۔ یعنی یہ دیکھا جائے کہ مثلاً کسی فلسفے یا نظریے کی رو سے کسی فن پارے کے بارے میں ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔ نظریے نے ایک زمانے میں ادب کی قرأت یا اسٹڈی میں بہت دخل حاصل کر لیا تھا، اور ادب کی ادبی اہمیت ایک طرح سے بالائے طاق رکھ دی گئی تھی۔ انگلستان میں اسے Cultural Materialism اور Cultural Theory کہا جاتا تھا۔ اب نظریے یا تھیوری کا چراغ گل ہو گیا ہے، یا بعض کونے کھدروں میں بس ٹمٹما رہا ہے۔ چنانچہ اکیسویں صدی کے فکشن میں رنگارنگی ہے جسے ایک لاٹھی سے آپ ہانک نہیں سکتے۔

اشعر نجمی

جھنّو کو چٹھی ملی

فہمیدہ ریاض

قصبے سے گاؤں آنے والی لاری کے اڈّے سے پیلی مسیت تک جھنّو، رتنیا کی بیل گاڑی میں آئی۔ مسجد کے پاس پہنچ کر وہ پکاری۔

'بس ہیاں... ہیاں ہی روک دے رتنیا۔'

وہ گاڑی سے چھلانگ مار کر اتری اور ردّی کاغذ کا چھوٹا سا گٹھرا کھینچ کر اتارتے ہوئے اس نے اوپر مہاوٹوں کے سفید بادلوں کو تاک کر بے اختیار کہا: 'اری میا! میرے کاگد نہ بھیج جاویں!'

'بھاڑا تو دے جا۔' رتن نے آنکھ ماری۔

جھنّو ہنس پڑی اور 'چل حرامی' کہتی ہوئی غڑاپ سے مسجد سے ملحق مولوی صاحب کے کچے اینٹوں کے مکان میں گھس گئی۔

مولوی صاحب اپنے حجرے میں تھے۔ جھنّو کے چاندی کے توڑے بجے تو انھوں نے پکار کر قرأت سے کہا، 'آؤ آؤ جمیلن بوا۔'

'سلام موبلی جی۔ سلام مولبائن جی۔' جھنّو نے اِدھر اُدھر دیکھ کر کہا۔ مولبائن صحن میں کھاٹ پر لیٹی تھیں، ہمیشہ کی بیمار؛ کراہ کر بولیں۔

'کون؟ تُو ہے جھنّو؟ بڑا اچھا ہوا تُو آ گئی۔ میں تجھے ہی یاد کر رہی تھی۔ جری میری کمر پر